خود انعکاسیت اور فرانز کافکا

Self-Reflexivity and Franz Kafka

روبینہ شاہین[i] ڈاکٹر شگفتہ فردوس[ii]

Abstract:

Franz Kafka's voice is one of the most powerful and unique voices in twentieth-century literature because of his works of philosophical ambiguity and self-reflexivity. "The Judgment", "The Metamorphosis" and "Amerika" are Kafka's stories in which his personal life is reflected, and they reveal his body and soul. These stories deal with the complex relationship between father and son. The father's role represents traditional patriarchal authority, while son's role represents acceptance and sacrifice. Sons are fighting against the fear and hatred of their fathers for the survival of their existence, and they pay for their knowing and unknowing sins by giving their lives. Kafka wanted to be like his father since his childhood and wanted to fulfill all his father's expectations, but his father's behavior made him a victim of fear, hatred. Despite his strong desire, he could not build his life on natural lines. Contempt, the pain of rejection, mistrust, impotence, feelings of inadequacy and the resulting anxiety and uncertainty influenced Kafka's major life decisions. His personality could not attain the strength, needed to fight the external battle of life, instead he had to struggle with "childish strength" throughout his life. In addition to his works, his diaries and letters also reveals the complex relationships between father and son.

Keywords: *Philosophical Ambiguity, Self-Reflexivity, "The Judgment", "The Metamorphosis", Amerika, Traditional Patriarchal Authority, Sacrifice, Childish Strength.*

فرانز کافکا کی آواز ان کے فلسفیانہ ابہام اور خود انعکاسیت کے کاموں کی وجہ سے بیسویں صدی کے ادب کی سب سے طاقتور اور منفرد آوازوں میں سے ایک ہے۔ "دی ججمنٹ" ، "دی میٹامورفوسس" اور "امریکا" کافکا کی کہانیاں ہیں جن میں اس کی ذاتی زندگی کی عکاسی ہوتی ہے اور وہ اس کے جسم اور روح کو پوری طرح سے ظاہر کرتی ہیں۔ یہ کہانیاں باپ اور بیٹے کے پیچیدہ رشتے سے متعلق بتاتی ہیں۔ باپ کا کردار روایتی پدرانہ اختیار کی نمائندگی کرتا ہے ، جبکہ بیٹے کا کردار قبولیت اور قربانی کی نمائندگی کرتا ہے۔ بیٹے اپنے وجود کی بقا کے لیے اپنے باپوں کے خوف اور نفرت کے خلاف لڑ رہے ہیں اور وہ اپنی جان دے کر اپنے دانستہ اور نادانستہ گناہوں کا کفارہ ادا کرتے ہیں۔ کافکا بچپن سے ہی اپنے والد جیسا بننا چاہتا تھا اور اپنے والد کی تمام توقعات پر پورا اترنا چاہتا تھا لیکن والد کے رویے نے اسے خوف ، نفرت کا شکار بنا دیا۔ شدید خواہش کے باوجود وہ اپنی زندگی کو فطری خطوط پر استوار نہ کر سکا۔ حقارت ، مسترد ہونے کا درد ، بداعتمادی ، نامردی ، ناکافی کے احساسات اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے چینی اور غیر یقینی صورتحال نے کافکا کی زندگی کے اہم فیصلوں کو متاثر کیا۔ زندگی کی بیرونی جنگ لڑنے کے لیے جس طاقت کی ضرورت تھی ، اس کی شخصیت حاصل نہ کرسکی ، اس کے بدلے انھیں عمر بھر "بچکانہ طاقت" سے جدوجہد کرنی پڑی۔ ان کے کاموں کے علاوہ ، ان کی ڈائریوں اور خطوط سے بھی باپ اور بیٹے کے درمیان پیچیدہ تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔

کلیدی الفاظ: فلسفیانہ ابہام ، خود انعکاسیت ، "فیصلہ" ، "کایا کلپ " ، " امریکا" ، روایتی مدرانہ اختیار ، قربانی ، طفلانہ قوت۔

فرانز کافکا کی آواز بیسویں صدی کے ادب کی ایک نہایت توانا اور منفرد آواز ہے جن کی تخلیقات

---

i اسکالر پی ایچ ڈی (اردو)، جی سی ویمن یونی ورسٹی، سیال کوٹ۔(Corresponding Author)

ii اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی ویمن یونی ورسٹی، سیال کوٹ۔

عالمی ادب میں ممتاز مقام رکھتی ہیں۔ اس وقت انھیں ادبیات میں "پیچیدہ ترین دماغ" کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ انھوں نے جدید انسان کی صورتِ حال کو بیان کرنے کا ایسا یکتا و منفرد انداز اور رویہ اپنایا ہے جسے بعض اوقات پہلی قرات میں شعور و ادراک کا حصّہ بنانا مشکل ہو جاتا ہے کیوں کہ ان کی تخلیقات میں فلسفیانہ ابہام پایا جاتا ہے تاہم غور و فکر کرنے پر قاری کافکائی دنیا کا باسی بن جاتا ہے اور اس پر افہام و تفہیم کے در وا ہو جاتے ہیں۔

فرانز کافکا ۳ جولائی ۱۸۸۳ء کو پراگ چیکو سلوویکیا میں ایک متوسط اشک نازی (Ashkenazi) یہودی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام کافکا (چھوٹا کوّا) ان کی والدہ کے نانا کے نام پر رکھا گیا جو پرہیزگار یہودی عالم تھے۔ کافکا کے والد ہرمین کافکا (Hermann Kafka) رسوم و رواج کے پابند راسخ العقیدہ یہودی تھے اور خود پرداختہ آدمی تھے۔ کافکا کی والدہ جولی کافکا (Julie Kafka) کم گو، سنجیدہ، سمجھدار اور انتہائی ذہین عورت تھیں اور اپنے شوہر کا کاروبار میں ہاتھ بٹاتی تھیں۔ ان کی فینسی اشیا کی ایک دکان تھی۔ کافکا کے والد کا خاندان تند خو، رجعت پسند، جارحانہ انداز اور خشک مزاجی کی خصوصیات کا حامل تھا جب کہ ان کی ماں کے خاندان کے افراد شائستہ، شرمیلے، کم گو، تخیل پرست، داخلیت پسند تھے اور تقریباً ہر نسل میں تارک الدنیا عالم یا مخبوط الحواس فرد ضرور پیدا ہوتا تھا۔ کافکا کی شخصیت دونوں خاندانوں کی موروثی خصوصیات سے مزیّن تھی۔ جیسا کہ وہ خود ایک جگہ اعتراف کرتے ہیں کہ وہ بنیادی طور پر لووِی ہیں لیکن ان میں کافکا خاندان کی بنیادی خصوصیات بھی موجود ہیں۔

کافکا چھے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ ان کے دو بھائی جارج (Jeorg) اور ہینرچ (Heinrich) شیر خوارگی میں فوت ہوگئے تھے جب کہ ان کی تین بہنیں ولی (Valli)، ایلی (Elli)، اور اوٹلا (Ottla) کافکا کی وفات کے بعد دوسری جنگِ عظیم کے دوران نازی کیمپوں میں فوت ہوئیں۔ کافکا کی بہن وَلی (Valli) ان سے چھے برس چھوٹی تھی۔ کافکا نے اپنا بچپن اکیلے گزارا۔ بھائی بہنوں میں قریبی تعلقات کی کمی تھی سوائے اس کے کہ کافکا والدین کی سالگرہ پر انھیں ڈرامے لکھ کر دیتے جسے تینوں بہنیں افرادِ خانہ کی موجودگی میں میز پر چڑھ کر پیش کرتیں۔ اکلوتا بھائی ہونے کے سبب وہ بچپن سے ہی تنہائی کا شکار رہے۔

ISSN:2708-5724, E-ISSN:2708-5732

کافکا نے ابتدائی تعلیم ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۳ء پراگ کے ایک ایلیمینٹری سکول سے حاصل کی۔ بعدازاں انھیں اولڈ ٹاؤن اسکوئیر کے "بوائز سیکنڈری سکول" میں داخل کرا دیا گیا۔ جہاں سے ۱۹۰۱ء میں انھوں نے میٹرک پاس کیا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۰۶ء میں انھوں نے ڈچ کارل مزڈیننڈ یونیورسٹی پراگ سے قانون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ زمانۂ طالب علمی کے دوران ان کی سماجی زندگی کا آغاز ہوا اور انھیں بہترین دوست ملے جو اپنے وقت کی نامور شخصیات بن کر ابھرے۔ ان میں صحافی فیلکس ویلش (Felix Weltch)، اداکار یٹزک لوئی (Yitzchak Lowy)، ادیب لڈوگ وِنڈر (Ludwig Winder)، اوسکر بام (Oskar Baum)، فرانز ورفل (Franz Werfel) اور میکس براڈ (Max Brod) شامل ہیں۔ میکس براڈ سے کافکا کی دوستی ایسی گہری تھی جو زندگی کے آخری لمحوں تک قائم رہی۔[1]

تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک سال تک کافکا عدالت میں بلا معاوضہ قانونی ریاضت کرتے رہے۔ نومبر ۱۹۰۷ء کو انھیں ایک اطالوی بیمہ کمپنی میں ملازمت مل گئی۔ ایک سال بعد انھوں نے یہ ملازمت ترک کر دی۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں انھیں ایک نیم سرکاری ادارے "ورکرز ایکسیڈنٹ انشورنس انسٹی ٹیوٹ" میں ملازمت مل گئی۔ وہ پوری توجہ اور دل چسپی سے اپنے منصبی فرائض ادا کرتے اور بظاہر اپنی ملازمت سے مطمئن تھے لیکن ذہنی کرب میں مبتلا تھے کیوں کہ دفتری مصروفیات ان کے تخلیقی کام میں رکاوٹ تھیں۔ اس دوران انھوں نے اپنی بڑی بہن کے شوہر کے ساتھ مل کر ۱۹۱۱ء میں ایسبسس ٹاس فیکٹری شروع کی اور تمام تر فارغ وقت کاروبار کو دیتے رہے لیکن چھے ماہ بعد ہی اسے چھوڑ کر تخلیقی کام کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تاہم انشورنس کمپنی کی ملازمت جاری رکھی جہاں سے انھوں نے ۱۹۱۷ء میں بوجۂ تپ دق بیماری کی رخصت لے لی اور آخر کار ۱۹۲۲ء میں ریٹائر ہو گئے۔

فرانز کافکا کی زندگی میں کئی عورتیں آئیں مگر اپنی شدید خواہش کے باوجود وُہ کسی کو جیون ساتھی نہ بنا سکے۔ ان کی پہلی محبت فلیس بیئر (Flice Bauer) تھی جو ان کے جگری دوست میکس براڈ (Max Bred) کی سیکریٹری تھی اور جس سے وہ پہلی مرتبہ ۱۳ اگست ۱۹۱۲ء کو میکس کے فلیٹ پر ملے۔ کافکا نے اسے ۵۰۰ خطوط اور پوسٹ کارڈ لکھے جو فلیس بیئر کے لیے ان کے جذبات کی عکاسی کرتے ہیں تاہم وہ اپنی تخلیقی مصروفیات کے لیے جنون، ذہنی کشمکش اور اپنی کمزور صحت کے باعث پانچ سال تک تذبذب اور گومگو کی

کیفیت کا شکار رہے۔ ۱۹۱۴ء میں کافکا کے عجیب و غریب رویے اور خود کو ایک قیدی محسوس کرنے کے اظہار کے سبب تین ماہ بعد فلیس نے منگنی توڑ دی۔ اس کے باوجود دونوں کا رابطہ خطوط کے ذریعے برقرار رہا اور جولائی ۱۹۱۷ء کو انھوں نے دوبارہ منگنی کی۔ پانچ سال کے عرصے میں وہ دونوں صرف سترہ مواقع پر ملے۔ اگست ۱۹۱۷ء کو جب کافکا کو ہیمرج ہوا اور تب دق کے مرض کی تشخیص ہوئی تو انھوں نے شدید خواہش کے باوجود فلیس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا اور میکس براڈ کے فلیٹ پر آ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیے، تاہم اس عرصے کے دوران ہی فلیس کی ایک یہودی دوست مار گریٹ (Margarethe) کے ساتھ بھی کافکا کی شناسائی تھی، جس نے ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۵ء میں کافکا کے بیٹے کو جنم دیا جو میونخ میں ۱۹۲۰ء میں وفات پا گیا۔[۲]

۱۹۱۹ء میں کافکا کی جان پہچان ایک اٹھائیس سالہ کم تعلیم یافتہ اور غریب لڑکی جولی وُہر یزک (Jolie Wohryzek) سے ہوئی جو ایک ہوٹل میں ملازم تھی۔ دونوں نے شادی کا فیصلہ کیا اور ایک فلیٹ بھی کرائے پر لیا مگر کافکا کے والد جولی کے صیہونی عقائد کے سبب اس شادی کے لیے رضا مند نہ ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں کافکا کی ملاقات ایک شادی شدہ جرنلسٹ اور ادیبہ ملینا پولک یزنسکا (Milena Pollak Jesenska) سے ہوئی تاہم یہ شناسائی بھی دیرپا ثابت نہ ہوئی اور ۱۹۲۱ء میں اس تعلق کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کافکا کی زندگی ہمیشہ جذباتی تشنگی کا شکار رہی۔ ۱۹۱۵ء میں انھوں نے اپنی ڈائری میں لکھا:

> ''یہاں کوئی نہیں جو مجھے پوری طرح سمجھتا ہو۔ اگر ایسا کوئی مل جائے تو گویا مجھے خدا مل جائے۔''[۳]

ان کی یہ آرزو پوری ہونے کا سامان اگست ۱۹۲۳ء میں ڈورا ڈائیامانٹ (Dora Diamant) سے ملاقات کی صورت میں ہوا۔ جب وہ اپنی خراب صحت کے باعث بالٹک کے ساحلی علاقے میورز میں اپنی بہن وَلی کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ڈورا ان سے پندرہ برس چھوٹی تھی۔ ڈورا کے ساتھ ان کا تعلق نسبتاً زیادہ امید افزا اور خوش کن رہا۔ کافکا والدین کی مخالفت کے باوجود ڈورا کے ساتھ برلن منتقل ہو گئے۔ وہاں سے انھوں نے اپنے دوست براڈ کو لکھا کہ وہ زندگی میں پہلی مرتبہ اتنی خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وہ دور تھا جب کافکا کا خود مختاری حاصل کرنے اور باپ کی آمریت سے فرار کا خواب پہلی مرتبہ پورا ہوا۔ شاید ان کی تلاش یہاں ختم ہو جاتی مگر کرسمس ۱۹۲۳ء اور سالِ نو ۱۹۲۴ء کے درمیان ان پر تپ کے کئی حملے ہوئے۔

بیماری اور گرانی کے سبب زندگی کی گاڑی جلانا دشوار ہو گیا تو ان کا ہم راز دوست میکس براڈ انھیں ۱۷ مارچ ۱۹۲۴ء کو واپس پراگ لے آیا۔ والدین اور ڈورا کی انتہائی دیکھ بھال اور مختلف سینی ٹوریم کے علاج معالجے سے ان کی طبیعت بحال ہونے لگی۔ وہ ڈورا سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے بذریعہ خط ڈورا کے باپ سے انھیں اپنے پارسا خاندان کا فرد بنا لینے کی درخواست کی۔ وہ اپنا گھر بنانا اور خود مختار ہونا چاہتے تھے جس کی انھوں نے ہمیشہ تمنا کی تھی۔ انھوں نے ڈورا کی صورت اپنی شریک حیات کو پایا تھا۔ مگر ۲ جون ۱۹۲۴ء کو ان کی طبیعت شدید بگڑ گئی اور ۳ جون ۱۹۲۴ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

کافکا اپنی شخصیت، ذات اور زندگی کے بارے میں جنونی انداز میں سوچتے تھے۔ وُہ تمام عمر شبہات کا شکار رہے کہ لوگ انھیں جسمانی و ذہنی طور پر کمتر، گھناؤنا اور قابلِ نفرت سمجھتے ہیں۔ ماہرِ نفسیات الیسیا کورالائی (Alessia Coralli) اور اینٹونیو پرسیاکینٹ (Antonio Perciaccant) کے مطابق کافکا شخصی عدم توازن اور بے خوابی کا شکار تھے:

> "We conclude that Kafka's case may represent a clear example of co-occurrence and link between sleep and psychiatric disorder."[4]

کافکا اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ میری بے خوابی میرے موت کے ڈر کو مخفی رکھتی ہے۔ شاید مجھے یہ خوف ہے کہ میری روح جو نیند کے دوران مجھے چھوڑ جاتی ہے، واپس نہ آ سکے گی۔ ان کی ڈائریاں اور خطوط ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔ ان کے ذاتی تجربات کا فہم حاصل کرنے اور ان کی تخلیقات میں ان تجربات کی عمل داری کا شعور حاصل کرنے کے لیے "باپ کے نام ایک خط" Letters to His Father (مترجم محمد عاصم بٹ) کا غائر مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کافکا نے یہ خط نومبر ۱۹۱۹ء میں اپنے اور والد کے تعلق کا تجزیہ کرنے کے لیے لکھا۔ وہ یہ خط باہمی تعلقات کی فضا کو خوشگوار بنانے کے لیے اپنے باپ کو بھیجنا چاہتے تھے مگر ان کی والدہ اور چھوٹی بہن اوٹلا نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ کافکا کے ساتھ ان کا رویہ بے رحم حد تک سرد اور بے حس معلوم ہوتا ہے۔ باپ کی ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ، دھمکیوں اور دھتکار کی بنا پر کافکا باپ سے خائف رہتے:

> ''میں تمھیں مچھلی کی طرح پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔''[۵]

کافکا اپنے باپ کے ڈیل ڈول، بارعب آواز، پر اعتماد شخصیت اور سلطانی اختیارات کے باعث انھیں ایک دیو کی مانند نظر آتے تھے۔ کافکا اپنے بچپن کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں جب انھوں نے آدھی رات کو ماں باپ کو پانی پینے کے لیے جگا دیا تھا اور باپ نے انھیں گھر کے پچھلے پورچ میں اندھیرے میں کھڑا کر دیا تھا۔ باپ کے اس اندازِ تربیت سے کافکا کا یہ احساس شدت اختیار کر گیا کہ ان کی ہستی بے وقعت ہے:

> ''حتیٰ کہ بعد کے برسوں میں بھی میں اس اذیت و خوف میں مبتلا رہا کہ ایک عظیم الجُثہ انسان، میرا باپ جو مختارِ اعلیٰ بھی ہے بغیر کسی وجہ کے مجھ تک آئے گا اور رات کے وقت مجھے بستر سے باہر گھسیٹ لے گا اور باہر "پیولاچ" میں لے جا کر یوں کھڑا کر دے گا جیسے اس کے لیے میری کچھ بھی حیثیت نہیں۔'' [۲]

باپ کے غصّے، بے جا ڈانٹ ڈپٹ اور تضحیک آمیز رویے کی بنا پر کافکا ایک سرد جنگ کا شکار ہو گئے۔ باپ کے مقابلے میں ان کا دبلا پتلا بدن ان کے احساسِ محرومی میں اضافہ کا باعث بنتا اور وُہ کبھی اپنے باپ کی طرح نہ بن سکنے کے باعث اپنی قابلیت کو موردِ الزام ٹھہراتے گرچہ وہ اپنے باپ سے کہیں زیادہ ذہین تھے۔

اکثر ناقدین نے کافکا کی تخلیقات کو ناقابلِ فہم فلسفیانہ اسرار و رموز کے مرقعے قرار دیا۔ تاہم اگر ہم ان کی تخلیقات کو ان کی شخصیت کے آئینے میں دیکھیں تو ان میں پوشیدہ تمام فلسفیانہ ابہام اور مذہبی، سیاسی، عمرانی اور نفسیاتی رموز کے ڈانڈے ان کی پدرانہ وابستگی سے جا ملتے ہیں۔ انھوں نے باپ کی دنیا سے فرار حاصل کرنے کے لیے ادبی دنیا میں پناہ لی۔ تاہم یہاں بھی انھیں آزادی حاصل نہ ہو سکی۔ انھوں نے جو کچھ لکھا اپنے باپ کے متعلق لکھا۔ ان کے "باپ کے نام ایک خط" کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> ''میری تحریروں سے آپ نے جو نفرت فوری اور قدرتی طور پر پالی، اس کا میں نے خیر مقدم کیا۔ میری کتابوں کی آمد پر آپ کا انھیں سراہنے کا خاص انداز میرے شوق، میرے غرور کو مجروح کرتا۔ "اسے میرے بستر کے ساتھ میز پر رکھ دو۔" (عموماً آپ تب تاش کھیل رہے ہوتے جب کوئی کتاب لائی جاتی) لیکن مجھے اس سے بہت خوشی ہوتی۔ صرف آپ کے خلاف باغیانہ عناد کی وجہ سے نہیں، نہ ہی اس تعلق سے متعلق میرے نقطہ نظر کی نئی تائید کی وجہ سے بلکہ اندرونی طور پر اس لیے کہ یہ فارمولہ مجھے کچھ یوں لگتا" اب تم آزاد ہو۔" بے شک یہ ایک التباس تھا۔ میں آزاد نہیں تھا یا اس بات کو اگر زیادہ رجائیت

کے ساتھ کہوں کہ تب آزاد نہیں ہوا تھا۔ میری تحریریں سب آپ کے متعلق تھیں۔ مَیں نے جو لکھا در حقیقت وہی گریہ زاری تھی جو میں آپ کے سینے سے لگ کر نہیں کر سکا۔" [۲]

فرانز کافکا کی کہانیوں اور ناولوں سے باپ اور بیٹے کے تعلقات میں اس سطح کی پیچیدگی کا اظہار ہوتا ہے جو کافکا کے ذہن کی گہرائیوں سے نکلتی ہے اور جس کا اظہار انھوں نے خود اپنے باپ کے نام خط میں کیا ہے۔ بیٹوں اور ان کے باپوں کے درمیان تعلقات کے بارے میں اپنی تین علامتی کہانیوں کو کافکا ایک جلد میں "The Sons" کے عنوان سے شائع کرانا چاہتے تھے لیکن آخر کار وہ تین الگ الگ تحریروں کے طور پر شائع ہوئیں۔ یہ تینوں کہانیاں کافکا کے سوانحی حالات اور خود انعکاسیت کی مظہر ہیں۔ "امریکا" یا" وہ آدمی جو غائب ہو گیا"، میں مرکزی کردار، کارل کو اس کا خاندان کہانی کے بالکل شروع میں ہی بے دخل کر دیتا ہے اور وہ اپنے والدین کو دوبارہ کبھی نہیں دیکھ پاتا۔ درحقیقت، یہ اس ناول کے پہلے باب " بھٹی جھونکنے والا" (دی سٹوکر) کا بنیادی موضوع ہے۔ دوسرے ناول "پراسرار قلعہ" (دی ٹرائل) میں ناول کا مرکزی کردار' جوزف کے' کسی وقت اپنی بوڑھی ماں سے ملنے کے مبہم منصوبے پر غور کرتا ہے، لیکن ماں کے بڑھاپے اور مذہب کی طرف جھکاؤ کے سبب اسے یہ منصوبہ اچھا نہیں لگتا۔ ناول میں اس کے باپ کا نہ کوئی ذکر ہے اور نہ کوئی نشان۔ آخر میں " قلعہ " (دی کیسل) میں 'K' نے غیر واضح طور پر اس قصبے کا ذکر کیا ہے جس میں وہ پیدا ہوا تھا، اس کے چرچ اور قبرستان کی دیوار جس پر وہ ایک بار چڑھا تھا، لیکن والدین کے بارے میں کوئی ایک لفظ بھی بیان نہیں کیا ہے۔ اس طرح کی غیر موجودگی اتنی ہی معنی خیز ہو سکتی ہے جتنی کہ "فیصلہ " (دی ججمنٹ) اور "کایا کلپ" (دی میٹا مورفوسس) میں خاندانوں کی موجودگی تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔

" فیصلہ "کافکا کی ایک ایسی کہانی ہے جس میں ان کی ذاتی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔ اس کہانی میں باپ اور بیٹے کے کردار کافکا اور ان کے باپ کی شخصیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کہانی کافکا نے اپنی پہلی محبت فیلس بیئر سے پہلی ملاقات کے بعد ایک ہی رات میں ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ کو لکھی "فیصلہ " نے کافکا کی تخلیقی صلاحیتوں میں ایک بالکل نئے مرحلے کا آغاز کیا۔ وہ اسے اپنے لیے ایک قابلِ فخر تحریر قرار دیتے ہیں۔ ایک

ایسی تحریر جو جسم اور روح کو مکمل طور پر آشکار کرتی ہے۔ بقول کافکا:

"A complete opening of body and soul."[8]

یہ کہانی نوجوان تاجر جارج بنڈمان اور اس کے باپ کے گرد گھومتی ہے۔ دونوں باپ بیٹا دن بھر کاروباری سرگرمیوں میں مگن رہتے ہیں اور دوپہر کا کھانا ایک ہی ہوٹل میں ساتھ کھاتے مگر گھر آ جانے کے بعد دونوں اپنے کام سے کام رکھتے اور ایک کو دوسرے کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ جارج کی منگنی ایک متمول خاندان کی لڑکی فرالین فریڈا سے ہو جاتی ہے تو وہ اپنے دوست کو بذریعہ خط اپنی منگنی کی اطلاع دیتا ہے جو چند سال پہلے بہتر مستقبل کی خاطر روس بھاگ گیا تھا۔ جارج باپ کو خط کی بابت بتانے کے لیے ان کے کمرے میں آتا ہے تو باپ کے تنگ و تاریک کمرے اور گندے کپڑوں کو دیکھ کر اسے اپنی کوتاہیوں کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اپنے بوڑھے باپ کو اپنے اندھیرے کمرے سے سامنے والے کمرے میں لے جانے کا فیصلہ کرتا ہے:

> ''وہ اپنے باپ کو ہاتھوں پر اٹھا کر بستر پر لے گیا۔ یہ دیکھ کر اسے دہشت محسوس ہوئی کہ جب وہ پلنگ کی طرف بڑھ رہا تھا تو بڈھا اس کے سینے سے لگا ہوا اس کی گھڑی کی زنجیر سے کھیل رہا تھا، بلکہ وہ زنجیر سے اس بری طرح چپک کر رہ گیا تھا کہ جارج کچھ دیر تک اسے بستر پر لٹا نہیں سکا۔''[9]

وہ بچوں کی طرح باپ کو کرسی سے اٹھا کر بیڈ پر لٹا دیتا ہے اور احتیاط سے کمبل سے ڈھانپ دیتا ہے۔ باپ بے چینی کے ساتھ پوچھتا ہے کہ کیا وہ اچھی طرح سے ڈھانپے ہوئے ہے اور بیٹا دو بار اسے تسلی دیتا ہے۔ گفتگو کے دوران باپ کی پرانی ناراضی سامنے آتی ہے اور وہ غیر متعلق چیزوں سے بھی برانگیختہ ہو جاتا ہے اور شدید غصّے میں بیڈ پر ایک عفریت کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے اور غیر معمولی طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جی اٹھنے والا باپ اپنے بیٹے کو موت کی سزا سناتا ہے؛ بیٹا اطاعت کرتا ہے، بھاگتا ہے، ایک پل سے چھلانگ لگاتا ہے اور خود کو لہروں کے سپرد کر دیتا ہے:

> ''ایک بھولا بھالا بچہ، ہاں ایسے ہی تھے تم، سچی بات ہے لیکن اس سے بھی زیادہ سچی بات یہ ہے کہ تم ایک شیطان صفت انسان بن کر رہ گئے ہو! تو پھر سن لو، اب میں تم کو موت کی سزا سناتا ہوں، موت بذریعۂ غرقابی۔''[۱۰]

یہ سن کر بیٹا باپ کے کمرے سے نکل کر جھپٹتا ہوا زینہ طے کرتا ہے اور ملازمہ اس کی ٹکر کھا کر "یسوع" چلاتی ہے لیکن وہ گھر کے سامنے والے پل سے ندی میں چھلانگ لگا دیتا ہے، دھیمی آواز میں یہ پکارتے ہوئے:

"اچھی اماں، اچھے ابا، اس پر بھی میں آپ سے ہمیشہ محبت کرتا رہا۔" [۱۱]

ایک اور کہانی "کایا کلپ" میں بھی کافکا کی زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس کہانی میں بیٹا گریگر سیمسہ ایک صبح بیدار ہوتا ہے تو ایک دیو ہیکل بدہیئت کیڑے کی جون دھار چکا ہوتا ہے جس کا بھورے رنگ کا گیند نما پیٹ اور ہوا میں لہراتی متعدد پتلی پتلی ٹانگیں تھیں۔ اس کے والدین، بہن اور مینیجر اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے کمرے میں بند رہنے پر مجبور ہوتا ہے۔ افرادِ خانہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک دن وہ بہن کے وائلن بجانے کی آواز سن کر کمرے سے باہر آتا ہے تو باپ سیب مار کر اسے زخمی کر دیتا ہے اور اسی سبب اس کی جان چلی جاتی ہے۔ اس کہانی کو سوکل (Sokal) لُک (Luke) اور دوڈ (Dodd) نے بیسویں صدی کے افسانوی ادب کا بنیادی کام (Seminal Work) قرار دیا ہے۔

گریگور سیمسہ پورے خاندان کے لیے قابل فخر کمانے والا تھا جب کہ والد نے ناگہانی مالی آفت کے بعد کام کرنا ترک کر دیا تھا اور وہ ایک سست الوجود بوڑھے کا روپ دھار چکے تھے اور سارا وقت اپنے کمرے میں آرام کیا کرتے تھے لیکن گریگر کی کایا کلپ نے اس کے باپ کی دنیا ہی بدل دی تھی اور گریگر انھیں دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا:

"۔۔۔ کیا یہ واقعی اس کا باپ تھا؟ وہی تھکا ہارا شخص جسے گریگر اپنے کاروباری سفر سے واپسی پر بستر میں لیٹا ہوا دیکھتا تھا اور وہ شام کو لوٹتا تو وہ شب خوابی کے لباس میں ملبوس آرام کرسی میں بیٹھے ہوئے اس کا استقبال کرتا اور جو بمشکل کھڑا ہو پاتا لیکن مسرت کے ساتھ اپنے بازو پھیلا دیتا اور جو سال کے دوران کئی موقعوں پر اتوار کو یا چھٹی کے دن گریگر اور اس کی ماں کے درمیان اوور کوٹ میں اچھی طرح لپٹا ہوا چہل قدمی کو نکلتا تو اپنی سست رفتاری کی وجہ سے ان سے پیچھے رہ جاتا اور وہ دونوں اس کے لیے اپنی رفتار سست کر لیتے۔" [۱۲]

لیکن اس دن جب گریگور گھر کی بیٹھک میں داخل ہوا تو باپ کی نئی حالت کو دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ اب انھوں نے خود کو بہت قائم رکھا ہوا تھا۔ وہ اپنی نئی نوکری سے واپس آئے تھے۔ وہ بالکل سیدھے کھڑے تھے اور وہ سنہرے بٹنوں والی چست نیلی وردی میں ملبوس تھے جو بینک کے قاصد پہنتے تھے۔ ان کی جھاڑی نما گھنی بھنوں کے نیچے، ان کی سیاہ چمکدار آنکھیں، چھیدنے والی نظریں اور ان کے سلیقے سے بنے ہوئے بال ان کی شخصیت کو ایک نرالی چھب دے رہے تھے۔ تاہم "کایا کلپ" (میٹامورفوسس) میں بھی باپ از سرِ نو زندگی کا آغاز کرتا ہے اور آخرکار اس کی نئی زندگی بیٹے کو موت کے منہ میں دھکیل دیتی ہے۔

ایرک سینٹنر (Eric Santner) کا خیال ہے کہ کافکا کی ادبی کائنات کی عجیب و غریب خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے کرداروں کی کمزوری اچانک ایک خوفناک طاقت کے طور پر از سرِ نو احیا پذیر ہو کر سب سے پریشان کن صفت کی صورت ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ "کایا کلپ" میں ہم دوبارہ زندہ ہونے والے باپ کو اپنی سابقہ کمزوری کے نشانات کو اپنی پیدائشی طاقت کے اندر دوبارہ بحال ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں:

> "One of the most uncanny features of Kafka's literary universe is doubtless the way in which such impotence can suddenly reverse itself into awesome power, or better, the way in which impotence reveals itself to be one of the most disturbing attributes of power."[13]

جس طرح "فیصلہ" میں والد کے طاقت کے استعمال میں ہچکچاہٹ کا کوئی نشان نہیں ملتا اسی طرح "کایا کلپ" میں بھی باپ کی طرف سے کسی وقت بھی اپنی نئی طاقت کے استعمال میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ اس معاملے میں، والدین اور ان کی بیٹی ایک اکائی کے طور پر کام کرتے ہیں۔ باپ بیوی اور بیٹی سے پوچھتا ہے کہ گریگور کے ساتھ کیا کیا جا سکتا ہے۔ سیمسہ نے تین کرایہ داروں کو ایک کمرہ کرائے پر دیا ہے۔ یہاں بھی اقتدارِ اعلیٰ باپ کی ذات ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے جب آخر میں، باپ سیمسہ نے تینوں رہنے والوں کو باہر نکال دیا:

"اسی وقت خواب گاہ کا دروازہ کھلا اور مسٹر سمسا اپنی وردی میں نمودار ہوئے، ایک میں

بیوی اور دوسرے بازو میں بیٹی کو حمائل کیے باہر آئے.... ''میرے گھر سے فوراً نکل جاؤ،'' مسٹر سیمسہ نے اپنا ایک بازو بیوی سے علیحدہ کیے بغیر دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔'' [۱۴]

ایک شام گریگر کی بہن خاندان اور کرایہ داروں کے لیے وائلن بجاتی ہے۔ وائلن کی آواز سن کر گریگور اپنے کمرے سے باہر آجاتا ہے مگر فوراً ہی گھر والوں اور کرایہ داروں کے دیکھنے کے سبب وہ اپنے کمرے میں واپس چلا جاتا ہے۔ اس کی بہن جو ہمیشہ اس کا خیال رکھتی تھی، اس بار بہت ناراض ہوتی ہے:

''اسے یہاں سے دفعان ہو جانا چاہیے" گریگر کی بہن نے چیخ کر کہا، "بس یہی ایک حل ہے ابو۔'' [۱۵]

گریگور یہ سب سنتا ہے۔ وہ اپنی پشت میں پھنسے ہوئے سیب کی وجہ سے تیزی سے مفلوج ہوتا ہے اور تیزی سے اپنے انجام کو پہنچ رہا ہے۔ اس کے باپ نے جان لیوا دھچکا مارا تھا۔ بہن نے اپنی آزادی کی خاطر گریگور کی موت کے لیے اپنی غدارانہ خواہش کا اظہار کیا تھا۔ اور صفائی کرنے والی خاتون کو اس کی باقیات کسی دوسرے کوڑے کی طرح پھینکنے دیتی ہے۔

جیسا کہ، "فیصلہ" میں اپنے والد کے فیصلے کے بعد اپنی موت کی طرف چھلانگ لگاتے ہوئے جارج بینڈمین کے آخری الفاظ یہ تھے کہ پیارے والدین، میں نے ہمیشہ آپ سے محبت کی ہے۔ اسی طرح "کایا کلپ" میں بھی منظر خود کو دہراتا ہے، جب زخمی گریگور کو تیسری بار اس کے کمرے میں واپس لے جایا گیا:

''اس نے گہرے جذبات اور محبت کے ساتھ اپنے خاندان کے بارے میں سوچا۔۔۔ پھر، اس کی رضامندی کے بغیر، اس کا سر زمین پر دھنس گیا، اور اس کے نتھنوں سے اس کی آخری کمزور سانسیں جاری ہوئیں۔'' [۱۶]

"فیصلہ" اور "کایا کلپ" میں بیٹوں کی سرِ تسلیم خم کی خُو اور جانثاری کا جذبہ اور باپوں کا پدرانہ اختیار روایت اور ممتاز سماجی فعل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ دونوں کہانیوں میں باپ ہی کو مکمل اختیار حاصل ہے اور بیٹے اپنے جذبات اور احساس جرم کے سبب اسے اپنی قسمت سمجھ کر نہایت عاجزی سے قبول کرتے

ہیں۔ یہ بالکل فرانز کافکا کی حقیقی زندگی کی تصویر کشی ہے۔ اگر ہم فرانز کافکا کے ان کے خاندان کے ساتھ تعلقات کا مطالعہ کریں تو تمام صورتِ حال واضح ہو جاتی ہے۔ ان کا اپنے والد کے ساتھ اور والد کا ان کے ساتھ رویہ غیر معمولی تھا۔ وہ اپنے وجود کی بقا کی خاطر بخوشی اپنے والد کے خوف کو فروغ دے رہے تھے تاہم باہمی تعلقات، شادی، باپ بننے اور اسی طرح کے بالغ زندگی کے بڑے چیلنجوں کا سامنا کرنے میں ناکامی باپ بیٹے کے تعلقات میں مذید پیچیدگی کا سبب بن رہی تھی۔ پیٹر آندرے آلٹ (Peter Andre Alt)، "ہمیشہ کے لیے بیٹا" (Forever the Son) کافکا کی سوانح عمری میں رقم طراز ہیں:

> "Kafka cultivated his fear of the father with obsessive pleasure, because it was for him the very condition of his existence. In refusing to grow up, in failing to face the major challenges of adult life (full-fledged relationships, marriage, fatherhood, and the like), Kafka was creating, thanks to his childlike dependency, his own space, the necessary condition for the writer's life."[17]

آلٹ کا مفروضہ قابل فہم ہے۔ فرانز کافکا لاشعوری طور پر احساسِ کمتری کا شکار تھے۔ وہ بچپن ہی سے اپنے والد جیسا بننا چاہتے تھے اور والد کی تمام توقعات پر پورا اترنا چاہتے تھے لیکن والد کے رویے نے انھیں خوف، نفرت اور کا شکار بنا دیا اور ہو باوجود شدید خواہش کے اپنی زندگی کو فطری خطوط پر استوار نہ کر سکے۔ حقارت، رد کیے جانے کا دکھ، عدم اعتمادی، لاغری، کم مائیگی کا احساس اور ان سب کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اضطراب اور بے یقینی کی کیفیت کافکا کی زندگی کے بڑے بڑے فیصلوں پر اثر انداز ہوئی۔ زندگی کی خارجی جنگ لڑنے کے لیے ان کی شخصیت وہ قوت حاصل نہ کر سکی جس کی ضرورت تھی بل کہ وہ تمام عمر "طفلانہ قوت" کے ساتھ زندگی سے نبرد آزما رہے۔ انھوں نے سب سے الگ تھلگ اپنی منفرد دنیا بسالی جس سے کنارہ کشی ان کی موت کے مترادف تھی۔ ان کے خطوط اور ڈائریاں ان کی اس کیفیت کی غماز ہیں:

> "The tremendous world I have inside my head but how to free myself and free it without being torn to pieces. And a thousand times rather be torn to pieces than retain it in me or bury it. That, indeed, is why, I am here, that is quite clear to me."[18]

فرانز کافکا کی تخلیقات "امریکا"، "قلعہ"، "پراسرار مقدمہ" "فیصلہ"، "کایا کلپ" اور "باپ کے نام خط" ان کی اسی غیر معمولی حقیقی زندگی اور پدرانہ وابستگی کی نمائندگی کرتی ہیں۔

حوالہ جات:

1. Stach, Reiner, *Kafka: The Decisive Years* (New York: Harcourt, 2005), 143.

2. Max Brod, *Franz Kafka: A Biography* (New York: Schocken Books, 1960), 240.

۳۔ فرانز کافکا، کافکا کے افسانے، مترجمہ: مسعود نیر (کراچی: سٹی پریس بک شاپ، ۲۰۰۹ء)، ۱۱۔

4. Coralli, Alessia, Perciaccante, Antonio, "Franz Kafka: An emblematic case of co-occurrence of sleep and psychiatric disorder", *Sleep Science*, 12 April 2016, 70.

۵۔ فرانز کافکا، "باپ کے نام ایک خط"، مشمولہ: کافکا کہانیاں، مترجمہ: محمد عاصم بٹ (ای-کتاب، ریختہ، سن ندارد)، ۷۰۔

۶۔ ایضاً، ۶۶۔

۷۔ کافکا فرانز، کافکا کہانیاں، مترجمہ: عاصم بٹ، ۹۱۔

8. Stach , Reiner, *Kafka the Descissine years* (New York: Harcourt, 2005),113.

۹۔ فرانز کافکا، کافکا کے افسانے، مترجمہ: نیر مسعود، ۷۴۔

۱۰۔ ایضاً، ۷۸-۷۹۔

۱۱۔ ایضاً، ۷۹۔

۱۲۔ فرانز کافکا، "کایا کلپ"، مشمولہ: کافکا کہانیاں، مترجمہ: محمد عاصم بٹ، ۱۴۳۔

13. Santner, *Eric Kafka's Metamorphosis and the Writing of Abjection in Stanley Corngold*, trans, and ed, The Metamorphosis, (New York: Columbia University press, 1988), 197.

۱۴۔ فرانز کافکا، "کایا کلپ"، مشمولہ: کافکا کہانیاں، مترجمہ: محمد عاصم بٹ، ۱۶۲۔

۱۵۔ ایضاً، ۱۵۸۔

۱۶۔ ایضاً، ۱۶۰۔

17. Peter Andre Alt , *The Eternal Son* (Northwestern University Press, 2018), 18.

18. Brod, Max, *Kafka Franz, The Diaries: (1910-1923)* (New York: Schocken Books, 1988),222.